جلد ۲۰ شمارہ ۱۰

تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

اخاء ۱۳۵۸ ہش

اکتوبر ۱۹۷۹ء

ایڈیٹر

سید عبد الحی

ماہنامہ

• اخبا

• ذی

• الکتو

قیمت سال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْہَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ

(آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

انصار اللہ ربوہ

- اخاء ۱۳۵۸ ہش
- ذی الحجہ ۱۳۹۹ ھ
- اکتوبر ۱۹۷۹ء

ایڈیٹر

سید عبد الحی

قیمت سالانہ ...... ۱۲.۰۰ روپے

فہرست مضامین

پبلشر ...... چوہدری محمد ابراہیم

مطبع ...... ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام ..... دفتر ماہنامہ انصار اللہ

اشاعت ..... دار الصدر جنوبی ربوہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۲۰	ماہنامہ انصار اللہ ربوہ	شمارہ ۱۰

اخاء ۱۳۵۸ ہش

اراکین مجلس انصار اللہ کے فرائض

مجلس انصار اللہ کے نویں سالانہ اجتماع منعقدہ ۱۹۶۳ء کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجلس کے اراکین کے نام اپنے روح پرور اور بصیرت افروز پیغام میں انصار اللہ کو ان کے بنیادی فرائض کی طرف توجہ دلائی تھی۔ اس طویل پیغام کا ایک حصہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔ حضور نے فرمایا:۔

"آپ لوگ جو اپنے سالانہ اجتماع میں شمولیت کے لئے یہاں جمع ہوئے ہیں میں آپ سب کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ لوگوں کے ایمان اور اخلاص میں برکت دے اور آپ کو اور آپ کی آئندہ نسلوں کو بھی خدمت دین کی ہمیشہ زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرماتا رہے۔

... کہ آپ لوگ خدمت دین

کا پاک اور بے لوث جذبہ اپنے اندر زندہ رکھیں اور وہ امانت جسے آپ نے اپنے بچپن اور جوانی میں سنبھالا اور اسے ہر قسم کے خطرات سے محفوظ رکھا اس کی اب پہلے سے بھی زیادہ نگہداشت کریں۔ اور اپنے بچوں اور نوجوانوں کو بھی اپنے قدم بقدم چلانے کی کوشش کریں۔ بیشک ان کی تنظیمیں الگ الگ ہیں۔ لیکن اطفال احمدیہ آخر آپ کے ہی بچے ہیں اور خدام بھی کوئی علیحدہ وجود نہیں بلکہ آپ لوگوں کے ہی بیٹے اور بھائی ہیں پس جس طرح ہر باپ کا فرض ہے کہ وہ اپنی اولاد کی تربیت کرے۔ اسی طرح انصار اللہ کا بھی فرض ہے کہ وہ اپنی جماعت کے بچوں اور نوجوانوں کے حالات اور ان کے اخلاق کا جائزہ لیتے رہیں اور اگر خدانخواستہ ان میں کوئی کمزوری دیکھیں تو نرمی اور محبت کے ساتھ اس کو دور کرنے کی کوشش کریں اور اپنی ظاہری جدوجہد کے ساتھ ساتھ دعاؤں سے بھی اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت کو جذب کریں اور سب سے بڑھ کر اپنا نیک نمونہ ان کے سامنے پیش کریں۔ تاکہ ان کی فطرت کا مخفی نور جاگ اٹھے۔ اور دین کے لئے فدائیت اور قربانی کا جذبہ ان میں ترقی کرے۔ اگر جماعت کے یہ تینوں طبقات اپنی اپنی ذمہ داری کو سمجھنے لگ جائیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری قومی زندگی ہمیشہ قائم رہ سکتی ہے۔ افراد بے شک زندہ نہیں رہ سکتے لیکن قوم اگر اپنے آپ کو روحانی موت سے محفوظ رکھنا چاہے تو وہ محفوظ رہ سکتی ہے۔ پس کوشش کرو خدا تمہیں دائمی روحانی حیات بخشے۔ کوشش کرو کہ تم اپنے پیچھے نیک اور پاک نسلیں چھوڑ کر جاؤ۔ تاکہ جب تمہاری موت کا وقت آئے تو تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور تمہاری زبان اللہ تعالیٰ کی حمد کر رہی ہو۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ لوگوں کے اس اجتماع کو ہر لحاظ سے خیر و برکت کا موجب بنائے اور آپ کو اپنی ذمہ داریوں کے سمجھنے اور وقت کے تقاضوں کو صحیح رنگ میں شناخت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور آپ لوگوں میں ایسا جذب روحانی اور اخلاص پیدا کرے کہ آپ لاکھوں لاکھ لوگوں کو احمدیت میں داخل کرنے کا موجب بن جائیں۔ تاکہ قیامت کے دن ہم شرمندہ نہ ہوں بلکہ اللہ تعالیٰ ہماری کمزوریوں اور خطاؤں کو معاف فرماتے ہوئے اپنی رحمت کی چادر میں ہمیں چھپا لے۔ اور اپنے دین کے سچے جاں نثار خادموں میں شامل کرے اے خدا تو ایسا ہی کر۔

عید الاضحیٰ

بیان فرمودہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ

— برموقعہ عید مورخہ ۹ جنوری ۱۹۴۱ء بمقام عیدگاہ قادیان —

"یہ عید اس قربانی کی یاد میں منائی جاتی ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب کی خوشنودی کے حصول اور دنیا کی ہدایت کے لئے پیش کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ہدایت پر جمع کرنے کے لئے یہ انتظام فرمایا کہ دنیا میں سے ایک مقام کو برگزیدہ کرے اور لوگوں کے لئے مثابہ یعنی جمع ہونے کی جگہ بنادے اور اسے پاک و صاف اور عبادت کے لئے تیار رکھنے کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ اپنے بچہ کو مقرر کردیں کہ وہ اور اس کی آئندہ نسلیں اس مقام کو باہر سے آنے والوں نیز مکہ کے رہنے والوں کے لئے بھی عبادت کے قابل رکھیں۔ مگر یہ حکم اس رنگ میں دیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رؤیا میں دیکھا کہ وہ اپنے بچہ کو ذبح کر رہے ہیں اور آپ نے اس زمانہ کے رواج کے مطابق کہ تمام دنیا میں اس قسم کی قربانی رائج تھی یہی سمجھا کہ گویا ہمیں اپنے بچہ کو ذبح کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور وہ اسے ظاہری شکل میں پورا کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم اس رنگ میں اس لئے دیا کہ تا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعہ اس رواج کا قلع قمع کیا جائے۔ جب بچہ حضرت ابراہیمؑ اپنے اکلوتے بیٹے کو لے کر جنگل میں گئے اور اسے ذبح کرنے کے لئے زمین پر گرادیا۔ مگر عین اس وقت یہ الہام ہوا قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا کہ تو نے ظاہری طور پر بھی یہ بات پوری کردی اور باطنی طور پر بھی تو نے اس حقیقت کو پورا کردیا۔ جو شخص چھری لے کر اپنے بچے کو ذبح کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے وہ اسے جنگل میں چھوڑ آنے سے کبھی انکار نہیں کرسکتا۔ چنانچہ آپ نے اس رؤیا کے مطابق اپنے بچے اور بیوی کو خانہ کعبہ کے مقام پر چھوڑ دیا تا وہ دین کی خدمت کے لئے ایک مرکز تیار کریں۔ اور وہی مرکز اس وقت حج کا مقام ہے۔ جہاں تمام دنیا سے حاجی اکٹھے ہو کر پہنچتے ہیں۔ یہ درحقیقت اسی قربانی کی یاد ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے خدا کے

حکم کے مطابق اپنے بیٹے کی قربانی کے لئے تیار ہو گئے تھے۔ حج کے موقعہ پر سب مسلمان قربانی کر کے اس کی یاد کو تازہ کرتے ہیں اور اسی کی نقل میں ہر جگہ مسلمان قربانی کرتے ہیں۔ اور اس طرح گویا یہ بتاتے ہیں کہ وہ اللہ تعالےٰ کی راہ میں اپنی اور اپنی اولادوں کو قربان کرنے کو بالکل تیار ہیں۔

یہ عید ہمیں یاد دلاتی ہے کہ خدا تعالےٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی کے حصول کے لئے اپنی اور اپنی اولادوں کی قربانی ضروری ہے۔ جب بھی انبیاء دنیا میں آئے ہیں ان کو معنوی طور پر یہ قربانی پیش کرنی پڑی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی سے انسان کی جسمانی قربانی تو بند ہو گئی مگر نفوس کی قربانی کی بنیاد ڈال دی گئی۔ اور حق یہ ہے کہ اس کے بغیر خدا تعالےٰ کی رضا کا حصول ناممکن ہے۔ ظاہری قربانی جو جانوروں کی باقی ہے اس کے متعلق بھی اللہ تعالےٰ نے یہاں تک فرمایا ہے۔ کہ جو لوگ ظاہری رنگ میں جانور وغیرہ کی قربانی کرتے ہیں ان کو اس امر پر خوش نہیں ہونا چاہیئے کہ یہ خدا تعالےٰ کو پہنچتی ہے۔ فرمایا

لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا وَلَا دِمَآؤُھَا وَلٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ۔

تمہارے ان قربانی کے جانوروں کا گوشت یا خون اللہ تعالےٰ کو نہیں پہنچتا بلکہ اللہ تعالےٰ کو صرف وہ نیکی اور پاکیزگی پہنچتی ہے۔ جو تمہارے دلوں میں ہے۔"

(ڈاکٹر عبد السلام بقیہ ص۱)

احدیت کا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہیئے کہ قدرت کے جملہ مظاہر میں جو تعدد ہے اس کی تہہ میں کام کرنے والی حقیقت واحد ہونی چاہیئے۔ اس عقیدہ کی بنیاد پر آپ نے مذکورہ بالا چار طاقتوں کی واحد بنیاد تلاش کرنے پر تحقیق شروع کی۔ آخر وہ یہ ثابت کرنے میں کامیاب ہو گئے کہ برقی مقناطیسی توانائی اور ذرے کی ضعیف توانائی دراصل ایک قوت کے دو مظاہر ہیں۔ اس لئے اس نظریہ کو UNIFIED THEORY کا نام دیا گیا ہے۔ اس تحقیق کے نتیجہ میں آئندہ سالوں میں ذری سائنس میں انقلاب پیدا ہو گا اور ڈاکٹر صاحب کی یہ تحقیق اسلام کے نظریہ توحید کا اثبات ثابت ہو گی۔ انشاء اللہ

ڈاکٹر عبدالسلام

"میرے پیروکار علم کے ہر میدان میں دوسروں پر غالب رہیں گے" (حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

حساب اور ذرّاتی طبیعیات (NUCLEAR PHYSICS) کے عالمی شہرت یافتہ سائنسدان محترم جناب ڈاکٹر عبدالسلام (جو خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک مخلص احمدی مسلمان ہیں) کو ان کی قابل قدر تحقیقی خدمات کے اعتراف کے طور پر نوبل پرائز کا مستحق قرار دیا گیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب پہلے مسلمان سائنسدان ہیں جن کو یہ اعزاز ملا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے علاوہ مرکزی ادارہ جات صدر انجمن احمدیہ تحریک جدید انجمن احمدیہ۔ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ اور مجلس انصار اللہ مرکزیہ کی طرف سے ڈاکٹر صاحب موصوف کو مبارکباد دی کے تار بھجوائے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا یہ اعزاز انہیں اور جماعت کو اور تمام عالم اسلام کو مبارک کرے۔

یونیفائڈ تھیوری

۱۔ کشش ثقل GRAVITY
۲۔ ذرّے کی قوی توانائی STRONG NUCLEAR FORCE
۳۔ ذرّے کی ضعیف توانائی WEAK NUCLEAR FORCE
۴۔ برقی مقناطیسی توانائی ELECTRO-MEGNATIC FORCE

ان چاروں قوتوں نے ذرّے سے لے کر نظام شمسی تک بلکہ نظام کائنات تک ہر چیز کو مجتمع مربوط اور قائم رکھا ہے۔ اگر یہ غیر مرئی طاقتیں نہ ہوں تو کائنات آن واحد میں ھَبَآءً مَّنثُورًا۔ منتشر ذرّات کا ایک لامتناہی سمندر بن جائے

ان چاروں قوتوں کا باہمی ربط اور مشترکہ بنیاد تلاش کرنے میں۔ توانائی اور مادہ کو ایک ہی حقیقت کے دو روپ ثابت کرنے والے اور نظریہ اضافیت کے موجد ڈاکٹر البرٹ آئن سٹائن ۳۰ برس تک کوشش کرتے رہے۔ ان کی یہ جدوجہد خالصۃً سائنسی تھی۔ لیکن ڈاکٹر عبدالسلام کا بحیثیت ایک مسلمان یہ عقیدہ ہے کہ اس ساری کائنات کا خالق اللہ تعالیٰ احد ہے اور اس کی توحید اور

(باقی دیکھیں ص ۵ پر)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم عربی کلام

مدحِ محمّد صلی اللہ علیہ وسلم

وَقَدِ اصْطَفَيْتُ بِمُهْجَتِیْ ذِکْرَ حَمْدِهٖ
وَکَافٍ لَنَا هٰذَا الْمَتَاعُ تَزَوُّدًا

وَفَوَّضَنِیْ رَبِّیْ اِلٰی فَيْضِ نُوْرِهٖ
فَاَصْبَحْتُ مِنْ فَيْضَانِ اَحْمَدَ اَحْمَدَا

وَهٰذَا مِنَ اللّٰهِ الْکَرِيْمِ الْمُحْسِنِ
وَمَا کَانَ مِنْ اَلْطَافِهٖ مُسْتَبْعِدًا

وَوَاللّٰهِ هٰذَا کُلُّهٗ مِنْ مُحَمَّدٍ
وَيَعْلَمُ رَبِّیْ اَنَّهٗ کَانَ مُرْشِدًا

وَفِیْ مُهْجَتِیْ فَوَّارَةٌ جَاشَتْ لِاَمْدَحَ
سُلَالَةَ اَنْوَارِ الْکَرِيْمِ مُحَمَّدًا

کَرِيْمُ السَّجَايَا اَکْمَلُ الْعِلْمِ وَالنُّهٰی
شَفِيْعُ الْبَرَايَا مَنْبَعُ الْفَضْلِ وَالْهُدٰی

تَبَصَّرْ خَصِيْمِیْ هَلْ تَرٰی مِنْ مُشَاکِلٍ
بِتِلْکَ الصِّفَاتِ الصَّالِحَاتِ بِاَحْمَدَا

• میں نے اپنے دل و جان سے اس کی حمد کے ذکر کو اختیار کر لیا ہے اور یہ متاع ہمارے لئے سفرِ آخرت کے لئے بطور زادِ راہ کافی ہے

• اور میرے رب نے مجھے آنحضرتؐ کے فیض کے نور کے سپرد کر دیا ہے۔ چنانچہ میں احمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے فیض سے احمد بن گیا ہوں۔

• اور یہ انعامات مجھے خدائے کریم و محسن کی طرف سے حاصل ہیں اور ایسا ہونا اس کے الطاف بے پایاں سے مستبعد نہ تھا۔

• اور اللہ کی قسم یہ سب کچھ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے فیض سے ہے اور میرا رب جانتا ہے کہ آنحضرتؐ ہی میرے مرشد ہیں۔

• میری روح میں جذبات کا ایک طوفان متلاطم ہے کہ میں خداوند کریم کے انوار کے خلاصہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مدح بیان کروں

• وہ عادات و خصائل میں کریم علم اور دانائی میں اکمل، مخلوق کا شفیع اور فضل و ہدایت کا منبع ہے۔

• مجھ سے جھگڑنے والے! ذرا غور سے دیکھ! کیا تجھے ان پاکیزہ صفات میں احمد صلے اللہ علیہ وسلم کا کوئی مثیل نظر آتا ہے؟

[illegible]

• [illegible]

[illegible]

• [illegible]

[illegible]

• [illegible]

[illegible]

• [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جناب عبدالحمید صاحب سیکرٹری تعلیم جماعت احمدیہ کراچی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

— یہ مضمون سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لٹریچر سے مرتب کیا گیا ہے —

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبارک زندگی کا خلاصہ تین چیزیں ہیں۔ عشق الٰہی، عشق رسول اور عشق قرآن۔ حقیقت میں یہ تینوں چیزیں ایک ہیں۔ یہ سہ آتشہ عشق آپ میں اس حد تک پہنچا کہ اس نے آپ کو امتِ محمدیہ میں ایک منفرد مقام عطا فرمایا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کامل ظلیت کا مقام ہے۔ یہ درست ہے کہ اولیت عشق الٰہی کو حاصل ہے اور آپ جب اس کو بیان کرتے ہیں تو محبتِ الٰہی کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر نظر آتا ہے۔ لیکن عشقِ رسول کو بھی اس سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ جیسا کہ خود خدا تعالےٰ نے اطاعت کا حکم فرماتے ہوئے یہ فرمایا:-

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ
اَطَاعَ اللّٰهَ (نساء:۸۱)

جس نے رسول کی پیروی کی اس نے اللہ کی پیروی کی۔

خاکسار نے اس مضمون کو چار حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ (۱) عشقِ رسولؐ۔ غیرتِ رسولؐ (۳) شانِ رسولؐ (۴) نتیجہ عشقِ رسولؐ

۱۔ عشقِ رسولؐ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مقدس زندگی کا جب ہم مطالعہ کرتے ہیں تو واقعی فنا فی الرسول کا نقشہ نظر آتا ہے۔ آپ کے شعر اور آپ کی نثر میں وہ جذباتِ محبت و عشق موجزن ہیں جو بے مثال ہیں اور آپ کی زندگی بھی اسی کی آئینہ دار ہے۔ صداقت قرآن اور اسوہ رسولؐ کا باریک سے باریک پہلو بھی آپ نے کبھی نظر انداز نہیں کیا اور آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ کے طور پر ہو

جو اپنے اصل سے سر مو اِدھر اُدھر نہیں ہوتا آپ
فرماتے ہیں ؎

بعد از خدا بعشقِ محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

میں خدا کے بعد محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عشق میں مخمور ہوں۔ اگر میرا یہ عشق کسی کی نظر میں کفر ہے تو خدا کی قسم میں سخت کافر ہوں۔

ہر تار و پودِ من بسرائد بعشقِ او
از خود تہی و از غم آں دلستاں پرم

میرا ہر رگ و ریشہ اُسی کے عشق کا راگ گاتا ہے۔ میں اپنے آپ سے خالی ہوں اور اس محبوب کے غم سے بھرا ہوا ہوں۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

"یہ خاکسار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر میں پیدا ہوا اور یہ خدا کی ایک عظیم الشان نعمت ہے جس کے شکر یہ کے لئے میری زبان میں طاقت نہیں۔ مگر میں نے ایک دن مر کر خدا کو جان دینی ہے۔ میں اس آسمانی آقا کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں کہ میرے دیکھنے میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آنحضرت کے ذکر پر بلکہ محض نام لینے پر کی

حضرت مسیح موعودؑ کی آنکھوں میں آنسوؤں کی جھلی نہ آگئی ہو۔ آپ کے دل و دماغ بلکہ سارے جسم کا رُواں رُواں اپنے آقا حضرت سرورِ کائنات ؐ کے عشق سے معمور تھا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ اپنے مکان کے ساتھ والی چھوٹی مسجد میں جو مسجد مبارک کہلاتی ہے اکیلے ٹہل رہے تھے۔ اور آہستہ آہستہ کچھ گنگناتے جاتے تھے۔ اور اس کے ساتھ ہی آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی تار بہتی جا رہی تھی۔ ایک مخلص دوست نے جو اتفاق سے مسجد میں آئے حضور کو اس طرح ٹہلتے ہوئے اور روتے ہوئے دیکھا تو اس نے گھبرا کر عرض کیا کہ حضور کیا بات ہے۔ کیا حضور کو کوئی صدمہ پہنچا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ میں اس وقت حضرت حسّانؓ کا یہ شعر پڑھ رہا تھا جو انہوں نے آنحضرتؐ کی وفات پر کہا تھا۔

كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِي
فَعَمِيَ عَلَيْكَ النَّاظِرُ
مَنْ شَاءَ بَعْدَكَ فَلْيَمُتْ
فَعَلَيْكَ كُنْتُ أُحَاذِرُ

اے خدا کے پیارے تو میری آنکھ کی پتلی

تھا جو آج تیری وفات سے اندھی ہو گئی
اب تیرے بعد جو چاہے مرے۔ مجھے
تو صرف تیری موت کا ڈر تھا جو واقع
ہو گئی۔

آپ نے فرمایا میں اس وقت حضرت حسانؓ کا یہ شعر پڑھ رہا تھا اور میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہوئی کہ کاش یہ شعر میری زبان سے نکلتا۔"

دنیا جانتی ہے کہ آپ پر سخت سے سخت زمانے آئے اور ہر قسم کی تنگی دیکھی۔ طرح طرح کے مصائب برداشت کئے۔ حوادث کی آندھیاں سر سے گذریں۔ مخالفوں کی ہر قسم سے انتہائی تذلیل اور ایذا دہی کا مزا چکھا حتیٰ کہ قتل کے سازشی مقدمات میں سے بھی گزرنا پڑا۔ مگر کبھی آپ کی آنکھوں نے آپ کے قلبی جذبات کی غمازی نہیں کی لیکن علیحدگی میں اپنے آقا محمد رسول اللہؐ کی وفات کے متعلق (اور وفات بھی وہ جس پر تیرہ سو سال گزر چکے تھے۔) یہ محبت کا شعر یاد کرتے ہوئے آپ کی آنکھیں سیلاب کی طرح بہہ نکلیں۔ جس سے ظاہر ہے کہ آپ کے دل میں عشقِ رسول کے کمال کی وجہ سے ہر غیر معمولی اظہارِ محبت کے موقعہ پر یہ خواہش پیدا ہوتی تھی۔ کہ کاش یہ الفاظ میری ہی زبان سے نکلتے۔

ایک اور روایت

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:-

"بالکل گھریلو ماحول کی بات ہے ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ کی طبیعت کچھ ناساز تھی اور آپ گھر میں چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے اور حضرت اماں جان اور حضرت میر ناصر نواب بھی پاس بیٹھے تھے کہ حج کا ذکر شروع ہو گیا حضرت میر صاحب نے کوئی ایسی بات کی کہ اب تو حج کے لئے سفر اور راستہ وغیرہ کی سہولتیں میسر ہیں حج کو چلنا چاہئیے۔ اس وقت زیارت حرم کے تصور میں حضرت مسیح موعودؑ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں حضرت میر صاحب کی بات سنکر فرمایا۔

"یہ تو ٹھیک ہے اور ہماری بھی دلی خواہش ہے مگر میں سوچا کرتا ہوں کہ کیا میں آنحضرتؐ کے مزار مبارک کو دیکھ بھی سکوں گا۔

یہ واقعتاً گھریلو ماحول کی بظاہر چھوٹی سی بات تھی۔ لیکن اگر غور کیا جائے تو اس میں اس اتھاہ سمندر کی یہ لہریں کھیلتی ہوئی نظر آتی ہیں جو عشق رسول کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قلب صافی میں موجزن تھیں۔ حج کی کس سچے مسلمان کو خواہش نہیں۔ مگر ذرا اس شخص کی [illegible]

محبت کا اندازہ لگاؤ کہ جس کی روح بیچ کے تصور میں پروانہ وار رسول پاکؐ کے مزار مبارک پر پہنچ جاتی ہے۔ اور وہاں اس کی آنکھیں اس نظارہ کی تاب نہ لاکر بند ہونے لگتی ہیں۔

غیرتِ رسولؐ

عشق کا لازمی نتیجہ غیرت قربانی اور فدائیت کی صورت میں ظاہر ہوا کرتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں یہ درجہ بدرجہ اتم موجود تھا۔ چنانچہ ایک جگہ مخالفوں کے جھوٹے اور ناپاک اعتراضوں کا ذکر کرتے ہوئے جو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات پر کیا کرتے تھے۔ فرماتے ہیں:-

"عیسائی مشنریوں نے ہمارے رسول پاکؐ کے خلاف بے شمار بہتان گھڑے ہیں اور اپنے اس دجل کے ذریعے ایک خلق کثیر کو گمراہ کرکے رکھ دیا ہے میرے دل کو کسی چیز نے اتنا دکھ نہیں پہنچایا۔ جتنا کہ ان لوگوں کے ہنسی ٹھٹھے نے پہنچایا ہے۔ جو وہ ہمارے رسول پاکؐ کی شان میں کرتے رہتے ہیں ان کے دلآزار طعن و تشنیع نے جو وہ خیر البشرؐ کی ذات والا صفات کے خلاف کرتے ہیں۔ میرے دل کو [illegible] اکی قسم

اگر میری ساری اولاد اور اولاد کی اولاد اور میرے سارے دوست اور میرے سارے معاون و مددگار میری آنکھوں کے سامنے قتل کر دیئے جائیں اور خود میرے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے جائیں اور میری آنکھ کی پتلی نکال کر پھینک دی جائے اور میں اپنی مرادوں سے محروم کر دیا جاؤں اور اپنی تمام خوشیاں اور تمام آسائشوں کو کھو بیٹھوں تو ان ساری باتوں کے مقابل پر بھی میرے لئے یہ صدمہ زیادہ بھاری ہے کہ رسول اکرمؐ پر ایسے ناپاک حملے کئے جائیں۔ پس اے میرے آسمانی آقا تو ہم پر اپنی رحمت اور نصرت کی نظر فرما۔ اور ہمیں اس ابتلاء عظیم سے نجات بخش۔"

(آئینہ کمالاتِ اسلام)

۱۔ خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بڑے بیٹے تھے، C۔ے کے عہدے سے ریٹائر ہوئے اور دنیا کا وسیع تجربہ رکھتے تھے۔ ان سے حضرت مسیح موعودؑ کے ابتدائی زمانہ کے اخلاق و عادات کے متعلق دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا:-

"ایک بات جو میں نے والد صاحب (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام) میں

محبت کا اندازہ لگاؤ کہ جس کی روح سچ سچ تصور میں پروانہ وار رسول پاکؐ کے مزار مبارک پر پہنچ جاتی ہے۔ اور وہاں اس کی آنکھیں اس نظارہ کی تاب نہ لا کر بند ہونے لگتی ہیں۔

غیرتِ رسولؐ

عشق کا لازمی نتیجہ غیرت قربانی اور فدائیت کی صورت میں ظاہر ہوا کرتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں یہ درجہ بدرجہ اتم موجود تھا۔ چنانچہ ایک جگہ مخالفوں کے جھوٹے اور ناپاک اعتراضوں کا ذکر کرتے ہوئے جو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات پر کیا کرتے تھے۔ فرماتے ہیں:

"عیسائی مشنریوں نے ہمارے رسول پاکؐ کے خلاف بے شمار بہتان گھڑے ہیں اور اپنے اس دجل کے ذریعے ایک خلق کثیر کو گمراہ کر کے رکھ دیا ہے میرے دل کو کسی چیز نے اتنا دکھ نہیں پہنچایا جتنا کہ ان لوگوں کے ہنسی ٹھٹھے نے پہنچایا ہے۔ جو وہ ہمارے رسول پاکؐ کی شان میں کرتے رہتے ہیں ان کے دل آزار طعن و تشنیع نے جو وہ خیر البشرؐ کی ذات والا صفات کے خلاف کرتے ہیں۔ میرے دل کو [illegible] اگر

اگر میری ساری اولاد اور اولاد کی اولاد اور میرے سارے دوست اور میرے سارے معاون و مددگار میری آنکھوں کے سامنے قتل کر دیئے جائیں اور خود میرے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے جائیں اور میری آنکھ کی پتلی نکال کر پھینک دی جائے اور میں اپنی مرادوں سے محروم کر دیا جاؤں اور اپنی تمام خوشیاں اور تمام آسائشوں کو کھو بیٹھوں تو ان ساری باتوں کے مقابل پر بھی میرے لئے یہ صدمہ زیادہ بھاری ہے کہ رسول اکرمؐ پر ایسے ناپاک حملے کئے جائیں۔ پس اے میرے آسمانی آقا تو ہم پر اپنی رحمت اور نصرت کی نظر فرما۔ اور ہمیں اس ابتلاء عظیم سے نجات بخش۔"

(آئینہ کمالاتِ اسلام)

۱۔ خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بڑے بیٹے تھے۔ ای۔ اے۔ سی کے عہدے سے ریٹائر ہوئے اور دنیا کا وسیع تجربہ رکھتے تھے۔ ان سے حضرت مسیح موعودؑ کے ابتدائی زمانہ کے اخلاق و عادات کے متعلق دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا۔

"ایک بات جو میں نے والد صاحب (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام) میں

خاص طور پر دیکھی ہے وہ یہ کہ آنحضرتؐ کے خلاف والد صاحب ذرا سی بات بھی برداشت نہ کرسکتے تھے۔ اگر کوئی شخص آنحضرتؐ کی شان کے خلاف ذراسی بات بھی کہتا تھا تو والد صاحب کا چہرہ سرخ ہوجاتا تھا اور غصّہ سے آنکھیں متغیر ہونے لگتیں اور فوراً اس مجلس سے اٹھ کر چلے جاتے تھے۔ آنحضرتؐ سے تو والد صاحب کو عشق تھا ایسا عشق میں نے کسی شخص میں نہیں دیکھا حضرت مرزا سلطان احمد صاحب نے اس فقرہ کو بار بار دہرایا۔ کہ ایسا عشق میں نے کسی شخص میں نہیں دیکھا۔"

۲۔ دوسرا واقعہ سنیئے۔

پنڈت لیکھرام کو کون نہیں جانتا وہ آریہ سماج کے بہت بڑے مذہبی لیڈر تھے۔ اور اس کے ساتھ ہی اسلام کے بدترین دشمن۔ ان کی زبان اسلام اور مقدس بانیٔ اسلام کی مخالفت میں قینچی کی طرح چلتی تھی اور چھری کی طرح کاٹتی تھی۔ انہوں نے ساری عمر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقابل کھڑے ہوکر اسلام اور مقدس بانیٔ اسلام پر گندے سے گندے اعتراض کئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہر دفعہ ایسے دندان شکن جواب دیئے کہ کوئی کیا دے گا۔ حضور کا وہ لٹریچر ایک امتیازی شان رکھتا ہے۔ اور مخالفین نے بھی اس کا اعتراف کیا ہے مگر یہ صاحب بدزبانی سے باز نہ آئے۔ آخر حضرت مسیح موعودؑ اور پنڈت لیکھرام کا یہ مقابلہ ایک مباہلہ پر ختم ہوا۔ جس کے نتیجہ میں لیکھرام حضور کی پیشگوئی کے مطابق ۶ سال کے اندر عید کے دوسرے دن ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو شام کے چھ بجے کسی نامعلوم قوی شخص کے ہاتھ سے قتل ہوکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر گواہ ٹھہرا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دن دوگنی رات چوگنی ترقی دیکھتے ہوئے اور ہزاروں حسرتیں اپنے سینہ میں لئے ہوئے اس دنیا سے رخصت ہوا۔

پنڈت لیکھرام کا یہ واقعہ ہے کہ ایک دفعہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کسی سفر میں ایک اسٹیشن پر گاڑی کا انتظار کر رہے تھے۔ کہ پنڈت لیکھرام کا ادھر سے گذر ہوا۔ اور یہ معلوم کرکے کہ حضور اس جگہ تشریف لائے ہوئے ہیں پنڈت جی دنیاداروں کے رنگ میں آپ کے سامنے آئے۔ آپ اس وقت نماز کی تیاری میں وضو فرما رہے تھے۔ پنڈت جی نے آپ کے سامنے آکر سلام کیا۔ مگر حضور نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ گویا کہ دیکھا ہی نہیں اس پر پنڈت جی نے دوسرے رُخ جاکر پھر دوسری دفعہ سلام کیا۔ گو حضور نے کوئی جواب نہ دیا۔ جب پنڈت جی مایوس ہوکر چلے گئے تو کسی دوست نے یہ خیال کرکے کہ شائد حضور نے

پنڈت لیکھرام کا سلام منظور نہیں ہوگا۔ حضور سے عرض کیا کہ پنڈت لیکھرام آئے تھے اور سلام کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑی غیرت سے فرمایا:۔

"ہمارے آقا کو گالیاں دیتا ہے اور ہمیں سلام کرتا ہے!"

یہ اس شخص کا کلام ہے جو ہر طبقہ کے لوگوں کے لئے مجسم رحمت تھا اور جس نے ہر قوم کے ساتھ انتہائی شفقت اور انتہائی ہمدردی کا سلوک کیا۔ مگر جب اس کے آقا اور اس کے محبوب کے لئے غیرت کا سوال آیا۔ تو اس سے بڑھ کر ننگی تلوار دنیا میں کوئی نہیں تھی۔

۲۔ اسی قسم کا ایک واقعہ لاہور کے جلسہ چوڑی کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ آریہ صاحبان نے لاہور میں ایک جلسہ منعقد کیا اور اس میں شرکت کے لئے ہر مذہب و ملت کو دعوت دی اور حضرت مسیح موعود سے بھی باصرار درخواست کی کہ آپ بھی اس بین الاقوامی جلسہ کے لئے کوئی مضمون تحریر فرمائیں اور وعدہ کیا کہ جلسہ میں کوئی بات خلاف تہذیب اور کسی مذہب کی دلآزاری کا رنگ رکھنے والی نہیں ہوگی۔ اس پر حضور نے مولوی نور الدین صاحب کو بہت سے احمدیوں کے ساتھ لاہور روانہ کیا۔ اور ان کے ہاتھ ایک مضمون لکھ کر بھیجا۔ جس میں اسلام کے محاسن بڑی خوبی سے بیان کئے گئے تھے۔ مگر جب آریہ صاحبان

کی طرف سے مضمون پڑھنے کی باری آئی تو اس بدبخت نے اپنی قوم کے ہمدردوں کو بالائے طاق رکھ کر اپنے مضمون میں رسول پاکؐ کے خلاف اتنا زہر اگلا اور ایسا گند اچھالا کہ خدا کی پناہ۔

جب اس جلسہ کی اطلاع حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہنچی اور جلسہ میں شرکت کرنے والے احباب قادیان واپس آئے تو آپ مولوی نور الدین صاحب اور دوسرے احمدیوں پر سخت ناراض ہوئے اور بار بار جوش کے ساتھ فرمایا کہ جس مجلس میں ہمارے رسول پاکؐ کو بُرا بھلا کہا گیا اور گالیاں دی گئیں۔ تم اس مجلس میں کیوں بیٹھے رہے۔ اور پھر بڑے جوش سے آپ نے یہ آیت قرآنی پڑھی۔

اِذَا سَمِعْتُمْ اٰیٰتِ اللّٰہِ
یُکْفَرُ بِھَا فَلَا تَقْعُدُوْا
مَعَھُمْ حَتّٰی یَخُوْضُوْا فِیْ
حَدِیْثٍ غَیْرِہٖ (سورۃ نساء)

یعنی اے مومنو! جب تم سنو کہ خدا کی آیات کا دلآزار رنگ میں ذکر کیا جاتا اور ان پر ہنسی اڑائی جاتی ہے تو تم اس مجلس سے فوراً اٹھ جایا کرو۔ تا وقتیکہ یہ لوگ کسی مہذبانہ انداز گفتگو کو اختیار کریں۔

اس مجلس میں حضرت مولوی نور الدین صاحب بھی تھے اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان الفاظ پر ندامت کے ساتھ سر نیچے ڈالے بیٹھے رہے۔ بلکہ حضور کے اس غیورانہ کلام سے ساری مجلس ہی شرم و ندامت سے کٹی جا رہی تھی۔

ایک جگہ حضور فرماتے ہیں :-

"جو لوگ ناحق خدا سے بے خوف ہو کر ہمارے بزرگ حضرت محمد مصطفٰے کو بُرے الفاظ سے یاد کرتے اور آنجناب پر ناپاک تہمتیں لگاتے اور بد زبانی سے باز نہیں آتے ان سے ہم کیونکر صلح کریں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہم شورہ زمین کے سانپوں اور بیابانوں کے بھیڑیوں سے صلح کر سکتے ہیں لیکن ان لوگوں سے ہم صلح نہیں کر سکتے جو ہمارے پیارے نبی پر جو ہمیں اپنی جان اور ماں باپ سے بھی پیارا ہے ناپاک حملے کرتے ہیں۔ خدا ہمیں اسلام پر موت دے۔ ہم ایسا کام نہیں چاہتے جس میں ایمان جاتا رہے۔"

(پیغام صلح ص۳۰)

(باقی)

توبہ اور استغفار میں فرق

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

"استغفار اور توبہ دو چیزیں ہیں۔ ایک وجہ سے استغفار کو توبہ پر تقدم ہے۔ کیونکہ استغفار مدد اور قوت ہے جو خدا سے حاصل کی جاتی ہے اور توبہ اپنے قدموں پر کھڑا ہونا ہے۔ عادت اللہ یہی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ سے مدد چاہے گا تو خدا تعالیٰ ایک قوت دے دیگا اور پھر اس قوت کے بعد انسان اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جاوے گا اور نیکیوں کے کرنے کے لئے اس میں ایک قوت پیدا ہو جائیگی جس کا نام تُوبُوا اِلَیْہِ ہے۔"

(ملفوظات جلد ۲ ص۶۸)

مکرم مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری ایم۔ اے سابق مبلغ مغربی افریقہ ربوہ

خُدا کے بندے

آ دیکھ خود اپنی آنکھوں سے

بندے جو خدا کے ہوتے ہیں اُنکی تو یہ حالت ہوتی ہے
اِک بار خطا ہو جائے اگر سَو بار ندامت ہوتی ہے،
وہ قول کے پکّے ہوتے ہیں ہر عہد نبھاتے ہیں اپنا
ہر بات جو وہ فرماتے ہیں معیارِ صداقت ہوتی ہے،
اندازِ تکلّم سے ان کے رکھتے ہیں پھول فضاؤں میں
اُن کی ہر ایک ادا ہمدم اللہ کی آیت ہوتی ہے
ہوتے ہیں پنہہ میں حق کی وہ ہر شر سے بچائے جاتے ہیں
شعلوں میں بھڑکتی آگ کے بھی جاں اُنکی سلامت ہوتی ہے
کیا کہنے ان درویشوں کے رہتے ہیں رضائے حق میں مگن
جس حال میں ہوں جس سے بھی ملیں چہروں پہ بشاشت ہوتی ہے
دن بھر مخلوق کی خدمت اور راتوں کو عبادت خالق کی
دستورِ عمل ہر دم اُن کا قُرآں کی شریعت ہوتی ہے،
خادم یہ شہنہٖ دو عالم کے جس سمت کا بھی رُخ کرتے ہیں
نگری نگری اُس سمت عیاں "فرقاں" کی صداقت ہوتی ہے
ایمان سلامت رہتا ہے خوف اور رُجا کے عالم میں
دوزخ کا بھی دھڑکا رہتا ہے جنّت کی بھی چاہت ہوتی ہے
آ دیکھ خود اپنی آنکھوں سے کردار تو حضرت ناصرؒ کا
ہو جائے یہ تا معلوم تجھے کیا چیز خلافت ہوتی ہے

جناب مولوی محمد صادق صاحب فاضل مبلغ انڈونیشیا

مسئلہ خلافت

(یہ مضمون اجتماع انصار اللہ ۱۹۶۹ء میں پڑھا گیا۔)

اختلاف

خدا تعالیٰ نے اپنی حکمتوں اور مصالح کے ماتحت انسانی طبائع کو ایک دوسرے سے مختلف بنایا ہے اسی اختلاف پر ہی ساری انسانیت کا حسن مبنی ہے۔ لیکن یہی اختلاف اگر حد سے تجاوز کر جائے تو فتنہ و فساد کا موجب بھی بن سکتا ہے۔ جب انسان کی پیدائش کا ذکر ہوا تو اسی اختلاف کا خیال کرتے ہوئے فرشتوں نے خدا تعالیٰ سے دریافت کرنا چاہا۔ اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَ يَسْفِكُ الدِّمَآءَ کہ اس کی طبیعت سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی وقت یہ فتنہ و فساد اور قتل و غارت کا مرتکب ہو سکتا ہے۔ کیونکہ انسان کو آزادی بھی حاصل ہوگی اور پھر اختلاف طبائع بھی ہوگا

انبیاء کا سلسلہ

پس انسانیت کے اس حسن کو قائم رکھنے اور اسے مضر اثرات سے بچانے کے لئے خدا تعالیٰ نے سلسلہ انبیاء و مرسلین جاری فرمایا۔ وہ خود فرماتا ہے۔

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ (سورۃ البقرہ آیت ۲۱۳)

کہ خدا تعالیٰ نے انبیاء کو اس لئے مبعوث فرمایا تا کہ لوگوں کے تباہ کن اختلافات کا فیصلہ خدا تعالیٰ کے منشاء کے مطابق کرتے رہیں۔ اسی لئے انبیاء کے وجود کو رحمت قرار دیا گیا فرمایا

اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ (سورۃ الدخان)

کہ انبیاء کو ہم ہی بھیجتے ہیں اور فرمایا کہ اے انسان یہ تیرے رب کی رحمت ہے

ایک دوسری جگہ فرمایا اگر ہم ایسا انتظام

نہ کرتے تو انسان دکھ اور مصیبت میں مبتلا
ہو جانے پر پکار اٹھتے

رَبَّنَا لَوْلَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا
رَسُولًا فَنَتَّبِعَ آيَاتِكَ
مِن قَبْلِ أَن نَّذِلَّ وَنَخْزَىٰ
(سورہ طٰہٰ آخر)

کہ اے ہمارے رب تو نے کیوں
ہماری طرف رسول نہ بھیجا کہ ہم
ذلیل و خوار ہونے سے پہلے تیرے
احکام کی پیروی کرتے۔

یہی ایک صحیح طریق ہے اور یہی سلامتی کی راہ ہے جس سے انسان کو سعادت دنیوی اور اخروی حاصل ہو سکتی ہے۔ اور انسان کے ان اختلافات کو جو فتنہ و فساد کا موجب بن سکتے ہیں۔ مٹایا جا سکتا ہے۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔

وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ
إِلَّا مَن رَّحِمَ رَبُّكَ ۚ
وَلِذَٰلِكَ خَلَقَهُمْ
(سورہ ھود آیت ۱۱۹)

یعنی انسان ہمیشہ اختلاف میں ہی رہیں گے سوائے ان لوگوں کے جو خدا تعالیٰ کی رحمت تلے آجائیں۔ اور انبیاءؑ کی اطاعت کریں اور فرمایا کہ خدا نے انسان کو اپنی رحمت کی کے لئے پیدا کیا ہے۔

عوارض انسانیہ میں سب برابر

بے شک انبیاء کرام عام انسانوں کی طرح کھانے پینے کے محتاج ہوتے ہیں۔ کمزوری اور تھکاوٹ بھی محسوس کرتے ہیں۔ دکھ اور بیماریاں بھی انہیں لاحق ہو جاتی ہیں۔ وہ بھولتے اور غلط فہمی کا بھی شکار ہو جاتے ہیں۔ بڑھاپا انہیں بھی آ لیتا ہے اور موت فوت سے بھی وہ مستثنیٰ نہیں ہوتے لیکن انہیں بعض امتیازات اور خوبیوں سے بھی نوازا جاتا ہے۔ وہ معصوم ہوتے ہیں اور اعلیٰ درجہ کے راستباز اور پاکباز ہوتے ہیں۔ اور انہیں وہ نور اور روحانیت عطا ہوتی ہے جو ایک دنیا کی کایا پلٹ کر رکھ دیتی ہے۔ ساتھ ہی انہیں خدائے قادر و توانا کی وہ تائید اور نصرت بھی حاصل ہوتی ہے۔ جسے دیکھ کر دنیا حیران و ششدر رہ جاتی ہے۔ اگرچہ مخالفت کی تند ہوائیں اور فتنہ و فساد کے خوفناک جھکڑ چلتے ہیں۔ لیکن وہ ایک تناور درخت کی طرح مضبوطی سے اپنی جگہ پر کھڑے رہتے ہیں۔ بڑھتے ہیں پھل لاتے ہیں حتیٰ کہ خدا تعالےٰ کی ایک مخلوق ان سے مستفیض ہوتی ہے۔

خلافت

چونکہ انبیاء کرام بھی اپنے مقررہ وقت

پر دنیا سے گذر جاتے ہیں اس لئے اس تخم کی حفاظت کے لئے جسے وہ بو جاتے ہیں۔ اور اس مشن کی کامیابی کے لئے جسے وہ شروع کر جاتے ہیں خدا تعالےٰ ان کے جانشین مقرر فرما دیتا ہے جو ان کے رنگ میں رنگین ہوتے ہیں انہیں ہم خلفاء کا نام دیتے ہیں۔

پھر کبھی یہ خلیفہ خود بھی نبی ہوتا ہے اور کبھی غیر نبی۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔

كَانَتْ بَنُوْ إِسْرَائِيْلَ تَسُوْسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ۔ (بخاری اور مسلم عن ابی ھریرۃ مشکوٰۃ کتاب الامارۃ)

کہ بنی اسرائیل کی نگرانی خود نبی کیا کرتے تھے۔ جب کبھی کوئی نبی فوت ہوتا تو نبی ہی اس کا خلیفہ اور جانشین ہوتا۔"

حضرت امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ خدا تعالےٰ نے قرآن کریم میں یہ وعدہ فرمایا ہے کہ امت محمدیہ میں اسی طرح خلفا ہوں گے۔ جس طرح پہلی امتوں میں ہوئے۔

فَالَّذِيْنَ كَانُوْا قَبْلَهُمْ قَدْ كَانُوْا خُلَفَاءَ تَارَةً بِسَبَبِ النُّبُوَّةِ وَتَارَةً بِسَبَبِ الْإِمَامَةِ وَالْخِلَافَةُ حَاصِلَةٌ فِي الصُّوْرَتَيْنِ

(التفسیر الکبیر جزء ۶ صفحہ ۳۰)

کہ جو خلفاء پہلے ہوئے وہ یا تو بسبب نبوت خلیفہ ہوئے یا بسبب امامت اور دونوں صورتوں میں خلافت انہیں حاصل تھی۔

خلافتِ محمدیہ کی پیشگوئی

خدا تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا ۚ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا ۚ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

(سورۃ النور آیت ۵۵)

اس آیت میں خدا تعالےٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ

۱۔ جو لوگ خدا کے نزدیک حقیقی مومن ہوں گے

۲۔ اور خدا کی نظر میں ان کے اعمال بھی صالح ہوں گے۔

۳۔ انہیں وہ خود خلیفہ مقرر کر

امت مسلمہ کی راہ نمائی کے لیئے انہیں ذمہ دار ٹھہرائے گا۔

۴۔ خدا تعالےٰ ان کے ذریعہ دین کو ترقی اور تمکنت بخشے گا۔

۵۔ اور مسلمان اس قدر غلبہ حاصل کر لیں گے کہ کوئی ان پر حملہ کی جرأت نہ کرسکے گا۔

۶۔ وہ خدا تعالےٰ سے تعلق رکھیں گے اور اسی پر بھروسہ کریں گے۔ (وَلَا يُشْرِكُونَ بِيْ شَيْئًا)

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے پہلے جانشینوں کو خلفاء راشدین مہدیین کہہ کر پکارا ہے۔ حضور کی حدیث ہے

وَمَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ فَسَيَرَىٰ اخْتِلَافًا كَثِيرًا فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ۔

(رواہ احمد وابو داؤد والترمذی وابن ماجہ عن العرباض بن ساریۃ باب الاعتصام مشکوٰۃ ص۳۰)

یعنی میری امت میں اختلاف پیدا ہو تو میری اور خلفائے راشدین مہدیین کی سنت پر عمل کرنا۔

خلافتِ محمدیہ کے دو دور

حدیث ہی سے معلوم ہوتا ہے کہ خلافتِ راشدہ دو نمایاں دوَر اور وقتوں میں تقسیم ہوگی

اوّل: نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے معاً بعد کا دوَر۔

دوم: آخری زمانہ میں مہدی و مسیح کے وقت کا دوَر۔

حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے۔

عن حذیفۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکون النبوۃ فیکم ما شاء اللہ ان تکون ثم یرفعھا اللہ ثم تکون خلافۃ علی منہاج النبوۃ ما شاء اللہ ان تکون ثم یرفعھا اللہ ثم تکون ملکاً عاضاً فتکون ما شاء اللہ ان تکون ثم یرفعھا اللہ ثم تکون ملکاً جبریۃ فیکون ما شاء اللہ ان یکون ثم یرفعھا اللہ تعالیٰ ثم تکون الخلافۃ علی منہاج النبوۃ۔

(رواہ احمد۔ مشکوٰۃ ص۴۶۱ باب الانذار والتحذیر)

یعنی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک خدا چاہے گا تم میں نبوت رہے گی۔ پھر وہ اسے اٹھالے گا۔ اس کے بعد خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہوگی۔ اور جب تک اللہ تعالےٰ

کا منشاء ہوگا وہ قائم رہے گی۔ پھر خدا تعالیٰ
اسے بھی ختم کر دے گا۔ اس کے بعد
سخت گیر بادشاہت کا زمانہ آئے گا
اور جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا
وہ چلے گا۔ اس کے بعد جبار اور
ظالم بادشاہت کا زمانہ آئے گا۔
اور وہ بھی ختم ہو جائے گا۔ اور آخر
خدا تعالیٰ پھر خلافت علیٰ منہاج نبوت کا
دور لائے گا۔

اس دوسرے دورِ خلافت کے متعلق حاشیہ
میں لکھا ہے۔

والظاہر ان المراد بہ زمن
عیسیٰ والمہدی (مشکوٰۃ ص ۴۶۱)

کہ ظاہر ہے کہ اس سے مراد عیسیٰ
علیہ السلام اور مہدی کا زمانہ ہے
پہلے دورِ خلافت کے متعلق ایک اور بھی
حضور کا ارشاد ملتا ہے فرمایا:۔

الخلافۃ بعدی ثلٰثون
سنۃ (خازن جز ۵ ص ۱۷)

کہ میرے بعد خلافت راشدہ کا
زمانہ تیس سال تک رہے گا۔

اس پیشگوئی کے مطابق آنحضرت صلے اللہ علیہ
وآلہٖ وسلم کی وفات کے بعد سب سے پہلے حضرت
ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے اور آپ نے بحیثیت خلیفہ کے
جو پہلا خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس میں آپ نے اعلان فرمایا

قَدِ اسْتَخْلَفَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ خَلِيْفَةً
لِيَجْمَعَ بِهٖ أُلْفَتَكُمْ وَيُقِيْمَ
بِهٖ كَلِمَتَكُمْ
(دائرۃ المعارف جلد ۳ ص ۷۵۸)

کہ اللہ نے تمہارے لئے ایک خلیفہ
مقرر فرمایا ہے۔ تاکہ اس کے ذریعہ
تمہاری الفت کو زیادہ کرے۔ اور
تمہارا بول بالا ہو۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خود نبی کریم صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا۔

إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُقَمِّصُكَ
قَمِيْصًا فَلَا تَخْلَعْهُ
(مسند احمد جلد ۶ ص ۷۵)

کہ اللہ تمہیں قمیص خلافت پہنائے گا
اسے اتارنا نہ۔

اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ
۱۔ خلیفہ کو بھی اللہ تعالیٰ ہی منتخب فرماتا ہے
۲۔ اسے کوئی معزول نہیں کر سکتا۔

دراصل جو کام خدا تعالیٰ کے حکم کے
ماتحت کیا جائے اور اس کام کو کرنے والے
مومن مخلص ہوں۔ اور ان کا مقصد محض رضائے
الٰہی کی جستجو ہو تو اس کام کو خدا تعالیٰ اپنی
طرف منسوب کرتا ہے۔ خصوصاً جبکہ اس میں
اس کی تائید اور تصرف کا نمایاں دخل ہو۔
ایک جنگ کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ

مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ
قَتَلَهُمْ (سورۃ الانفال آیت ۱۸)

کہ کفار کو تم نے قتل نہیں بلکہ اللہ نے قتل کیا تھا۔

خدا تعالےٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ خلافت کے دورِ ثانی کا پانا ہمیں نصیب ہوا۔ ہم مسیح موعود پر ایمان لائے۔ پھر آپ کے خلیفہ کے ہاتھ پر ہم نے بیعت کی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

پھر یاد رکھیئے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

"مَنْ مَاتَ وَلَيْسَ فِي عُنُقِهِ
بَيْعَةٌ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً"
(رواہ مسلم عن ابن عمر۔ مشکوٰۃ کتاب الامارۃ)

یعنی خلیفہ ہو تو اس کی بیعت کرنا ضروری ہے، خلافت اور خلیفہ کا وجود خدا تعالےٰ کی خاص نعمت ہے کیونکہ:۔

۱۔ اس کے ذریعہ اختلاف مٹ جاتے ہیں اور اتحاد قائم رہتا ہے۔

۲۔ اس کی آواز پر تمام جماعت خلوصِ نیت اور صدقِ دل سے لبیک کہتی ہے اور بڑی بڑی مہم آسانی سے سر ہوجاتی ہے۔

۳۔ کسی مشکل کا سامنا ہو تو وہ راہ نمائی فرماتا

۴۔ وہ مستجاب الدعوات ہوتا ہے اور ہمارے لئے دن رات دعائیں کرتا ہے۔

۵۔ خدا تعالےٰ اس کے ذریعہ جماعت کو خارقِ عادت ترقی بخشتا ہے۔ کیونکہ جماعت بھی اس کی قائم کردہ ہوتی ہے اور خلیفہ اور امام بھی اسی کا مقرر کردہ

اب آیئے میں آپ کو مولانا ابو الکلام آزاد کا ایک مفید قول بھی سناؤں آپ لکھتے ہیں:۔

" کتاب وسنت نے جماعتی زندگی کے تین رکن بتلائے ہیں۔

۱۔ تمام لوگ کسی ایک صاحب علم وعمل مسلمان پر جمع ہوجائیں اور وہ ان کا امام ہو۔

۲۔ وہ جو کچھ تعلیم دے ایمان وصداقت کے ساتھ قبول کریں۔

۳۔ قرآن وسنت کے ماتحت اس کے جو کچھ احکام ہوں ان کی بلا چون وچرا تعمیل واطاعت کریں۔ سب کی زبانیں گونگی ہوں صرف اس کی زبان گویا ہو۔ سب کے دماغ بے کار ہوجائیں۔ صرف اس کا دماغ کارفرما ہو۔ لوگوں کے پاس زبان نہ ہو نہ دماغ۔ صرف دل ہو جو قبول کرے۔ صرف ہاتھ پاؤں ہوں جو عمل کریں۔ اگر ایسا نہیں تو ایک بھیڑ ہے ایک انبوہ ہے جانوروں

کالایک جنگل ہے کنکر پتھر کا ایک
ڈھیر ہے۔ مگر نہ تو جماعت ہے نہ
امت نہ قوم نہ اجتماع۔"
(مسئلہ خلافت ص۲۴۳)

ہمیں فخر ہے

ہمیں فخر ہے اور بجا فخر ہے کہ ہم اس جماعت
میں شامل ہیں کیونکہ یہی وہ جماعت ہے۔

۱۔ جسے خدا کے مسیح نے اسی کے حکم سے قائم
کیا اور جس کے ذریعہ غلبۂ اسلام مقدر کیا گیا ہے۔

۲۔ جس کا مقصد روحانی پاکیزگی اور اخلاق کی
اصلاح اور لوگوں کا بھلا کرنا ہے۔

۳۔ جس کا اہم عنصر تعلق باللہ کے بعد اخوت
و مساوات اور عدل ہے۔

۴۔ جس کا امام ہمارے یقین کے مطابق خدا
کا مقرر کردہ خلیفہ ہے۔ اور ساری دنیا
کے احمدیوں کے لئے وہ ایک روحانی پیشوا
ہے۔

۵۔ جس کی وساطت سے ہمیں ایک نئی روح
حاصل ہوئی۔ اس لئے بے دھڑک ہم مالی
قربانی بھی دیتے ہیں اور زندگیاں وقف
بھی کرتے ہیں۔

۶۔ جس کے مشن ایک وسیع نظام کے تحت
تبلیغ اسلام کی خاطر دنیا کے اطراف تک
پھیلے ہوئے ہیں۔

۷۔ جس کے تمام اجتماع روحانی پاکیزگی اور
دعاؤں سے معمور ہوتے ہیں۔

۸۔ جسے دین اسلام سے پیار اور قرآن مجید
سے عشق ہے۔ اور حتی الوسع اس پر
عمل پیرا ہیں۔

۹۔ جو اس یقین کامل پر قائم ہے کہ اب صحیح
اور سچی روحانی حکومت تا قیامت نبی کریم
صلے اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ یعنی آپ کے
بعد کوئی مستقل نبی نہ آئے گا خواہ پرانا
ہو یا نیا۔ اور نہ ہی کسی شریعت کے آنے
کا سوال پیدا ہوتا ہے۔

۱۰۔ جس کا پختہ ایمان ہے اس بات پر کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم ہی کی پیروی کی برکت
سے آپ کا ایک امتی تمام روحانی مدارج طے
کر سکتا ہے۔ کیونکہ آپ سید المرسلین
نبی الانبیاء اور ابو الروحانیۃ ہیں اور آپ
کی امت کو قرآن مجید میں خیر امۃ قرار
دیا گیا ہے۔

یہ باتیں اور کسی انجمن یا پارٹی میں نظر نہ آئینگی
پس ہمیں دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالے ہمارے امام ایدہ
اللہ کو عمر طویل عطا کرے خیریت وعافیت سے رکھے
اور ہر حال میں ان کا حامی وناصر ہو۔ اور خدا تعالے
ہمیں توفیق بخشے کہ ہم اس کے ہر اشارے پر اپنی جان و
مال قربان کرنے والے ہوں اور ہمیں اعلے درجہ کا
تقویٰ نصیب ہو۔

زعماء انصار اللہ توجہ فرمائیں

۱۔ بعض مجالس کی ماہانہ رپورٹوں میں وقفِ جدید کے سلسلہ میں صرف یہ درج ہوتا ہے۔ کہ کام ہو رہا ہے حالانکہ رپورٹ اعداد و شمار کے ساتھ ہونی چاہیئے۔

مثلاً کل وعدہ وقفِ جدید اتنی رقم کا تھا۔ مزید وعدہ جات اس ماہ اتنی رقم کے لئے گئے۔ اور اس ماہ اتنی رقم وصول کی گئی اور کل وصولی اتنی ہو گئی۔

دفتر اطفال کے سلسلہ میں بھی اسی قسم کی رپورٹ آنی چاہیئے تا مرکز کو کام کی کمی و بیشی کا علم ہوتا رہے۔ اور مرکز اس سلسلہ میں ہدایات جاری کر سکے۔

۲۔ ہر مجلس میں وقفِ جدید کا شعبہ کسی مخصوص رکن کے سپرد ہونا چاہیئے جسے نائب زعیم وقفِ جدید کہا جائے گا۔ ایک شخص کے پاس ایک سے زائد شعبہ جات بھی ہو سکتے ہیں۔

براہ کرم زعماء کرام تقسیم عمل کریں اور پھر خود نائبین کی نگرانی فرمائیں۔

۳۔ ماہانہ رپورٹ میں "دیگر مساعی" کے خانہ میں یہ رپورٹ ضرور فرمایا کریں کہ کتنے انصار ایسے ہیں جو ابھی تک اس مالی جہاد میں شامل نہیں ہوئے۔

(قائد وقفِ جدید انصار اللہ مرکزیہ)

مکرم شیخ نور احمد صاحب منیر ربوہ

۳۱۳ صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

۲۵۔ حضرت میر ناصر نواب صاحب دہلوی رضی اللہ عنہ

حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کے والد ماجد اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد کے نانا جان حضرت میر ناصر نواب صاحب دہلوی رضی اللہ عنہ خواجہ میر درد کے خاندان کے ایک فرد تھے یہ خاندان مشاہیر اکابر سادات دہلی میں سے ہے۔ جن کو سلطنت چغتائی میں سے بہت سے تمغات اور دیہات بطور جاگیر عطا ہوئے تھے۔ یہ خاندان دہلی میں غیر معمولی عظمت و احترام کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ آپ کے والد ماجد کا نام میر ناصر امیر اور دادا کا نام میر ہاشم علی صاحب تھا۔ میر ناصر نواب صاحب ۱۸۴۵ء میں مغلیہ دار السلطنت دہلی میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں ہی آپ کے والد ماجد کا انتقال ہو گیا۔ اس وقت آپ کے دادا اسی۸۰ سالہ ضعیف تھے۔ ۱۸۵۷ء کا زمانہ اہلیان دہلی کے لئے بالعموم اور مسلمانوں کے لئے بالخصوص ایک دورِ ابتلاء تھا۔ آپ کی عمر ۱۲ سال تھی جبکہ آپ کو دہلی سے مجبوراً نکلنا پڑا۔ ابتداءً آپ نے نظام الدین اولیاءؒ کی بستی میں پناہ لی۔ آپ کے ماموں ڈپٹی کلکٹر محکمہ نہر کو جب ان حالات کا علم ہوا تو آپ نے چند بیل گاڑیاں بھجوا کر اس خاندان کو پانی پت بلوا لیا۔ جب دہلی دوبارہ آباد ہونا شروع ہوا۔ اور وہاں کے حالات قدرے بہتر ہو گئے۔ تو آپ دوبارہ دہلی میں آباد ہو گئے۔

آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کی ابتدائی تعلیم کے لئے آپ کو آپ کے ماموں کے پاس مادھوپور ضلع گورداسپور بھجوا دیا۔ آپ وہاں قریباً ۴ سال تک مقیم رہے۔

آپ ابتداء سے ہی مسلک اہلحدیث سے تعلق رکھتے تھے۔ بچپن سے ہی آپ کو دینی مطالعہ کا شوق اور عبادات میں شغف تھا۔ جب آپ نے ۱۶ سال کی عمر میں قدم رکھا تو آپ کی

والدہ ماجدہ نے آپ کی شادی سادات خاندان
کی ایک نیک سیرت لڑکی سے کر دی۔ شادی
کے تین سال بعد آپ کے ہاں وہ عظیم الشان
صاحبزادی پیدا ہوئی جس کا اسم مبارک حضرت
سیدہ نصرت جہاں بیگم ہے جو بعد میں خدائی
بشارات کے ماتحت حضرت امام الزمان کے
عقد مبارک میں آئیں۔

۲۱ سال کی عمر میں آپ تلاش روزگار کے
لئے اپنی والدہ ماجدہ کے ایماء پر اپنے ماموں کے
پاس لاہور تشریف لے گئے۔ ماموں کی حسب
ہدایت آپ نے ایک سال وہاں تعلیم حاصل کی۔
اور ۲۲ سال کی عمر میں محکمہ نہر میں سب اوورسیر
مقرر ہو گئے۔ محکمہ نہر کی سروس میں آپ ضلع گورداسپور
کے موضع کاہنووان۔ ستھیالی اور قادیان میں
بھی کچھ عرصہ مقیم رہے۔ جبکہ آپ موضع تتلہ کے
پاس نہر کے پل کی تعمیر کی نگرانی کرتے رہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے
برادر اکبر مرزا غلام قادر صاحب مرحوم کی وساطت
سے سید میر ناصر نواب صاحب کی پہلی ملاقات
اور تعارف حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ہوا۔
اور مرزا غلام قادر صاحب کی تحریک پر ہی مکرم میر
صاحب اپنے اہل و عیال کو قادیان لائے۔ قادیان
میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکان میں
قیام کیا۔ جب میر صاحب کی تبدیلی لاہور ہوئی تو
آپ [illegible] اہل و عیال کو قادیان سے لاہور لے

آسکے۔

ان ایام میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے
اسلام کی تائید میں زوردار مضامین اخبارات میں
شائع ہوا کرتے تھے۔ میر صاحب نے اپنے ایام
قیام قادیان میں حضور کا دینی کاموں میں انہماک
اور عبادت و ذکر الٰہی میں استغراق اور آپ کے
اخلاق عالیہ کا گہرا اثر لیا تھا۔ ۱۸۸۰ء
میں جب براہین احمدیہ شائع ہوئی تو حضرت میر صاحب
نے بھی اس کتاب کا مطالعہ کیا اور آپ حضور
کے جذبۂ خدمت اسلامی کے دل و جان قائل
ہو گئے اور آپ کے ساتھ محبت و عقیدت
کا تعلق قائم ہو گیا۔

(۲)

ان ہی ایام میں حضرت میر صاحب نے
سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت
میں بعض نجی امور کے متعلق دعا کی درخواست
کی۔ ان میں سے ایک امر یہ تھا کہ حضور دعا
فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے نیک اور صالح داماد
عطا فرمائے۔ آپ کے اس خط کے جواب میں
حضور نے تحریر فرمایا:-

"میں اور نکاح کرنا چاہتا ہوں مجھے
خدا تعالیٰ نے الہام فرمایا ہے کہ
جیسا کہ تمہارا خاندان عمدہ ہے۔
ایسا ہی تم کو سادات کے عالی شان

خاندان میں سے زوجہ عطا کروں گا۔ اور اس نکاح میں برکت ہوگی اور اس کا سب سامان میں خود بہم پہنچاؤں گا تمہیں کچھ تکلیف نہ ہوگی۔ آپ مجھ پر نیک ظنی کر کے اپنی لڑکی کا نکاح مجھ سے کر دیں اور تا تصفیہ اس امر کو مخفی رکھیں۔ اور رَد کرنے میں جلدی نہ کریں۔"

(حیات ناصر صفحہ ۷)

رشتہ کی اس درخواست کے متعلق حضرت میر صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

"پہلے تو میں نے تامل کیا کیونکہ مرزا صاحب کی عمر کچھ زیادہ تھی اور بیوی بچہ موجود تھے اور ہماری قوم کے بھی نہ تھے۔ مگر پھر حضرت مرزا صاحب کی نیکی اور نیک مزاجی پر نظر کر کے جس کا میں دل سے خواہاں تھا میں نے اپنے دل میں مقرر کر لیا کہ اسی نیک مرد سے اپنی دختر نیک اختر کا رشتہ کر دوں۔ نیز مجھے دلّی کے لوگ اور وہاں کے عادات و اطوار بالکل ناپسند تھے۔" (حیات ناصر صفحہ ۸)

آخر اللہ تعالیٰ کی تقدیر غالب آئی اور حضرت میر صاحب اور ان کی اہلیہ کو اللہ تعالیٰ نے اس رشتہ کے متعلق انشراح بخشا۔ یہ واقعہ حضرت میر صاحب کی سیرت پر روشنی ڈالتا ہے کہ آپ نے اپنی بچی کے رشتہ کے انتخاب میں محض نیکی اور تقویٰ کو مدّ نظر رکھا اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے یہ رشتہ کر لیا۔

حضرت میر صاحب کا خط موصول ہونے کے بعد حضرت اقدس دہلی تشریف لے گئے۔ اور ۷ نومبر ۱۸۸۴ء کو خواجہ میر درد کی مسجد میں بعد نماز عصر گیارہ سو روپے مہر پر اس مبارک نکاح کا اعلان اس وقت کے شیخ الکل مولوی سید نذیر حسین صاحب محدث دہلوی نے کیا۔ یہ تقریب بڑی سادگی سے انجام پذیر ہوئی۔ حضرت میر صاحب اس رشتہ کا ذکر کرتے ہوئے بطور تحدیث نعمت و شکر خداوندی کے فرماتے ہیں:

"یہ بھی میرے حال میں ایک تبدیلی تھی اور زمانہ کا ایک عظیم پلٹا تھا۔ جس کے سبب سے میں ایک بڑا اور تاریخی آدمی بن گیا۔ اپنی برادری سے چند دنیادار آدمیوں کو چھوڑا خدا تعالیٰ نے مجھے لاکھوں سچے محب اور ہزاروں مومنین صالحین عطا فرمائے ..... ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشآء واللہ ذو الفضل العظیم۔ یہ باتیں عاجز نے بطور تحدیث نعمت کے تحریر کی ہیں۔" (حیات ناصر صفحہ ۹)

[illegible]

[illegible]

۱۸۹۵ء میں آپ سروس سے فراغت حاصل کرکے مستقل طور پر قادیان میں مقیم ہو گئے۔ اور سلسلہ کی خدمت میں منہمک ہو گئے۔

(۳)

حضرت میر صاحب کی سیرت کا نمایاں باب غریب پروری اور خدمت خلق تھا۔ قادیان میں غرباء اور بیوگان کے لئے آپ نے دارالضعفاء کی بنیاد رکھی۔ آپ نے غرباء کے مکانات کے لئے زمین دی اور پھر مکانات کی تعمیر کے لئے مخیر احمدی احباب سے چندہ جمع کیا۔ ان مکانات کا سنگ بنیاد حضرت خلیفۃ اول رضی اللہ عنہ نے رکھا تھا۔

مسجد نور۔ اور نور ہسپتال کی عمارتیں آپ نے انتہائی کوشش کرکے جماعت کے افراد سے رقم اکٹھی کرکے بنوائیں۔ آپ کے اس کام پر حضرت خلیفۂ اوّل رضی اللہ عنہ نے خوشنودی کا اظہار کرتے ہوئے تحریر فرمایا۔

"مکرم معظم حضرت میر صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔
آپ کے کاموں اور خواہشوں کو دیکھ کر میری خواہش ہوتی ہے اور دل میں تڑپ پیدا ہوتی ہے کہ جس طرح آپ کے دل میں جوش ہے کہ شفاخانہ زنانہ و مردانہ۔ مسجد دارالضعفاء کے لئے چندہ جمع ہو اور آپ ان میں سچے دل سے سعی و کوشش فرما رہے ہیں اور بحمداللہ آپ کے اخلاص و صدق و صفائی کا نتیجہ نیک ظاہر ہو رہا ہے اور ان کاموں میں آپ کے ساتھ والے قابل شکرگزاری اور پُرجوش ہیں۔ ہمارے اور تمام کاموں میں سعی کرنے والے ایسے ہی پیدا ہوں۔ وما ذالك على الله بعزيز۔

(نورالدین ۳۰ اپریل ۱۹۰۹ء)

حضرت میر صاحب کو شعر و شاعری سے بھی قدرے شغف تھا۔ آپ کی شاعری میں اسلام کی تائید اور خلق اللہ کی خدمت کے جذبات موجزن تھے۔ آپ کے اشعار میں خدا تعالیٰ کی حمد اور اس کے مظاہر قدرت، ایمانیات اور اخلاقیات کی چاشنی ہے۔ اور اشعار میں کمال کی سادگی ہے۔ ایک دفعہ آپ نے انجمن حمایت اسلام کے سالانہ اجلاس میں ایک نظم پڑھی جس کا ایک شعر یہ تھا ؎

پھولوں کی گر طلب ہے تو پانی چمن کو دے
جنت کی گر طلب ہے تو زر انجمن کو دے

جلسہ اعظم مذاہب لاہور میں ایک لیکچرار کے دیر سے پہنچنے کے باعث صدر مجلس حضرت مولوی نورالدین صاحب نے میر صاحب کو نظم پڑھنے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ آپ نے اس موقعہ پر نظم پڑھی جس سے سامعین بہت محظوظ ہوئے۔

[illegible]

[illegible]

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب گو پیشہ کے لحاظ سے ڈاکٹر تھے لیکن آپ کی طبیعت صوفیانہ تھی۔ اور عابد و زاہد پاکباز پاک طینت بزرگ تھے۔ آپ کے تربیتی مضامین اور بلند پایہ اردو اور فارسی کلام جماعت کے لٹریچر میں نمایاں مقام رکھتے ہیں۔

محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ کے دورہ جات

چونڈہ

مجلس انصار اللہ مرکزیہ نے مجلس انصار اللہ پاکستان کو بیدار کرنے کے لئے یہ پروگرام بنایا کہ صدر محترم کے علاوہ دیگر ممبران مجلس عاملہ بھی مختلف اضلاع کا دورہ کر کے زعماء کے کام کا جائزہ لیں اور انہیں کام کا طریق سکھائیں۔ اس اصولی فیصلہ کی روشنی میں جو پروگرام بنایا گیا اس کی رو سے سیالکوٹ ضلع کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ کیونکہ ضلع بھر کی مجالس کے لئے ایک جگہ اکٹھا ہونا مشکل تھا۔ حلقہ چونڈہ کے اجلاس کے لئے ۲۵ مئی جمعہ کا دن مقرر تھا۔ چنانچہ صدر محترم جمعہ کی صبح کو اس اجلاس میں شمولیت کے لئے روانہ ہوئے۔ خاکسار کو بھی اس موقعہ پر ہمراہی کا شرف حاصل تھا۔ پہلے آپ ربوہ سے سیدھے پسرور تشریف لے گئے۔ مکرم رانا حبیب اللہ صاحب قائد ضلع خدام الاحمدیہ کے مکان پر مختصر قیام کے دوران آپ نے پسرور کے انصار اور دوسرے احباب جماعت سے ملاقات کے علاوہ مجلس کے کام سے متعلق ہدایات دیں۔ نیز بعض غیر از جماعت دوستوں سے بھی گفتگو کی۔ اور انہیں سنجیدگی کے ساتھ احمدیت کے متعلق تحقیق کی دعوت دی۔

جمعہ آپ نے چونڈہ کی مسجد احمدیہ میں پڑھایا۔ سوا گھنٹہ کے خطبہ جمعہ میں آپ نے سورۃ فتح کی آیت محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم .... کی تلاوت کے بعد آپ نے اس آیت کریمہ میں بیان کردہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کی عظیم صفات حسنہ بیان کیں۔ آپ نے نہایت اعلیٰ رنگ میں تشریح کرتے ہوئے فرمایا اشداء علی الکفار سے مسلمانوں کے بعض علماء بھی سختی یا تلوار کی نوک مراد لیتے ہیں حالانکہ یہ نظریہ بالکل غلط اور اس پاک معاشرہ پر ظلم اور حملہ ہے۔ اس کا مطلب اصل میں یہ ہے کہ کفار کی ناپاک سوسائٹی سے اپنے آپکو محفوظ رکھتے ہیں اور رحماء بینھم سے مراد ان کا منکسر المزاج ہونا اور نیک سوسائٹی کا اثر قبول کرنا ہے۔ آپ نے نہایت عمدہ رنگ میں اس کا تقابلی جائزہ پیش کیا۔ اور صحابہؓ آنحضرت صلی اللہ

علیہ و آلہٖ وسلم کے عشق و محبت اور اطاعت شعاری کے واقعات بیان فرما کر احمدی دوستوں کو اس طرف توجہ دلائی کہ جب تک وہ اپنے اندر صحابہؓ کا رنگ پیدا کرنے کی کوشش نہ کریں گے اور اشداء علی الکفار رحماء بینھم کا نمونہ نہ دکھائیں گے اس وقت تک بات نہ بنے گی۔ آپ نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی اطاعت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی توکل علی اللہ کی مثالیں بیان فرمائیں اور دعاؤں پر مداومت اختیار کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

باہمی جھگڑوں کو ختم کرنے کے لئے آپ نے صحابہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نمونہ بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد "سچے ہو کر جھوٹوں کی طرح تذلل اختیار کرو" پر عمل پیرا ہوں اور اطاعت کا وہ نمونہ دکھائیں جو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے یا ابت افعل ما تؤمر کہہ کر دکھایا تھا۔

حضرت میاں صاحب نے خطبہ جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سیالکوٹ کو اپنا دوسرا وطن قرار دیا تھا۔ نئی نسل نے وہ اعلیٰ نمونہ پیش نہیں کیا جس کی ان سے توقع تھی اب اعمال میں تبدیلی کی ضرورت ہے۔ اور معمولی معمولی باہمی جھگڑوں کو دین کا رنگ نہ دیا جائے اور بنیان مرصوص کی طرح متحد ہو کر دین متین کی

اشاعت کا فریضہ سرانجام دیا جائے۔

آپ نے خطبہ کے آخر میں بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ کے حکم کے مطابق تبلیغ کے اہم فریضہ کی طرف توجہ دلائی۔ آپ نے انصار کو خاص طور پر مخاطب فرمایا کہ وہ اپنی عمر کے آخری حصہ میں سے گزر رہے ہیں اور یہ آخری حصہ وہ ہوتا ہے جب انسان دنیا کو چھوڑ کر اگلے جہان میں جانے کی فکر میں ہوتا ہے۔

نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد مسجد ہی میں صدر محترم نے مجلس انصار اللہ کے اجلاس کی صدارت فرمائی۔ اس حلقہ میں ۲۹ میں سے ۲۰ مجالس کے زعماء موجود تھے۔ آپ نے فرداً فرداً سب زعماء کی کارکردگی کا جائزہ لیا۔ جن زعماء کی کارکردگی اچھی تھی آپ نے ان کی حوصلہ افزائی فرمائی اور جن کا کام سست تھا ان کو انکی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ مکرم بابو قاسم دین صاحب ناظم ضلع سیالکوٹ نے بھی زعماء کو بعض ضروری امور کی طرف توجہ دلائی اور ماہنامہ انصار اللہ کی خریداری قبول کرنے کی تحریک فرمائی۔ الحمدللہ پانچ دوستوں نے موقعہ پر خریداری قبول کی۔

پروگرام کے مطابق ۵ بجے بعد دوپہر غیر از جماعت دوستوں سے حضرت میاں صاحب کی ملاقات کا پروگرام تھا۔ چنانچہ حسب پروگرام یہ ملاقات سوا پانچ بجے محترم ملک محمد اقبال صاحب زعیم انصار اللہ چونڈہ کے گھر پر شروع

ہوئی اور سوال و جواب کا یہ سلسلہ خدا تعالیٰ کے فضل سے سات بجے تک جاری رہا۔ آپ نے نہایت عام فہم انداز میں معلومات سے پُر جوابات ارشاد فرمائے۔ میاں صاحب کے اندازِ گفتگو کا اثر سامعین کے چہروں سے خوشی اور طمانیت کی صورت میں ہویدا تھا۔ خدا تعالیٰ نے اس کوشش کو نوازتے ہوئے یہ فضل فرمایا۔ کہ اگلے ہی دن یعنی ۲۶ ۵/۸ کو نو افراد پر مشتمل ایک پورے خاندان نے بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شمولیت اختیار کی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

(محمد ابراہیم)

ملتان

مورخہ ۱۳ ۹/۷۹ بروز جمعرات بوقت ۲ بجے بعد دوپہر صاحبزادہ صاحب معہ قائد عمومی اور سکرٹری انصار اللہ مرکزیہ ملتان تشریف لائے۔ حسب پروگرام ۴ ۱/۲ بجے شام ڈاکٹر ارشاد محمود کی کوٹھی پر سوال و جواب کا پروگرام ۳ گھنٹے تک جاری رہا۔ مجلس میں غیر از جماعت دوست گو تعداد میں زیادہ نہ تھے۔ تاہم ڈاکٹروں وکلاء اور پروفیسر صاحبان کی نمائندگی ضرور ہو گئی تھی۔ مختلف علمی موضوعات ظہور مہدی علیہ السلام اور وحی و الہام کی حقیقت کے متعلق سوالات کئے گئے جن کے جوابات صاحبزادہ صاحب نے نہایت مؤثر مدلل، جدید سائنس اور فلسفہ کی روشنی میں دئیے۔ جن سے سامعین بہت محظوظ ہوئے

مسجد احمدیہ حسین آگاہی میں ضلع بھر کے زعماء انصار اللہ جمع تھے۔ بعد نماز عشاء اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ تلاوت کے بعد خاکسار نے کارکردگی کی رپورٹ پیش کی۔ بعد ازاں صاحبزادہ صاحب نے اپنے دلنشین اور مؤثر انداز میں حاضرین سے خطاب فرمایا اور انصار اللہ میں بیداری کے لئے نہایت مفید اور قیمتی ہدایات سے نوازا

دوسرے روز صبح ۸ بجے ملتان سے روانہ ہو کر ۱۲ ۱/۲ بجے بہاولپور پہنچنے کا پروگرام تھا راستے میں چک ۳۸۹ بنیا بنگلہ (اراضی چوہدری محمد ابراہیم صاحب سیکرٹری انصار اللہ مرکزیہ) میں قیام فرما کر صدر محترم نے دعا فرمائی۔ پھر چک ۳۶۶/W.B. میں دوستوں کا جم غفیر تھا جس میں ڈیڑھ صد کے قریب قریب و جوار کے احمدی اور ۷۵ کے قریب غیر از جماعت دوست جمع تھے۔ صدر محترم نے سب سے معانقہ کیا۔ پھر تقریباً دو گھنٹے تک مجلس سوال و جواب جاری رہی۔ غیر از جماعت دوست بڑے اشتیاق سے مختلف سوالات پوچھتے رہے۔ خصوصاً مسئلہ ختم نبوت، امام مہدی کے حضور کی علامات، اور دجال الگ شہر بسانے کی غرض وغیرہ۔ صدر محترم نے ہر سوال کا جواب نہایت پیار سے بہت مؤثر اور عام فہم [illegible]

کو مطمئن کرنے کی پوری کوشش فرمائی۔ اس کے علاوہ لودھراں میں قریباً ½ گھنٹہ قیام فرمایا اس جگہ بھی مجلس سوال وجواب کی صورت میں مسئلہ وفات مسیح علیہ السلام۔ ظہور مہدی کے متعلق سوالوں کا جواب دیا۔

تقریباً ایک بجے دوپہر صدر محترم لودھراں سے بہاولپور کے لئے روانہ ہوگئے۔ اس دورہ میں مکرم برکت اللہ صاحب محمود مربی سلسلہ ڈاکٹر محمد شفیق سہگل صاحب صدر حلقہ گلگشت اور خاکسار صاحبزادہ صاحب کے ہمراہ رہے۔ صدر مجلس مرکزیہ کا یہ دورہ انصار اللہ میں ایک نئی روح اور بیداری پیدا کرنے کا موجب ہوا۔ الحمد للہ

خاکسار قاضی محمد اسحاق بسمل

تربیتی کلاس ضلع بہاولپور

اجلاس اوّل زیر صدارت مکرم مرزا ارشد بیگ صاحب ناظم انصار اللہ ضلع بہاولپور شروع ہوا۔

۳½ بجے سے ۵ بجے تک نماز تہجد اور نماز فجر ہوئی ۵ بجے سے ½۶ بجے تک درس قرآن کریم۔ درس حدیث۔ ملفوظات مکرم مولوی شریف احمد صاحب مکرم امداد الرحمن صاحب اور مکرم نسیم احمد صاحب چیمہ مربیان سلسلہ احمدیہ نے دیا۔ ½۶ بجے صبح سے ۸ بجے تک ورزشی مقابلہ جات کرائے گئے

دوسرا اجلاس شروع ہوا۔ یہ اجلاس مکرم چوہدری غلام احمد صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع بہاولپور منعقد ہوا۔

مکرم جناب چوہدری غلام احمد صاحب نے انصار اللہ کی غرض وغایت اور ذمہ داریاں۔ مکرم مرزا ارشد بیگ صاحب نے تربیت اولاد اور مکرم امداد الرحمن صاحب صدیقی مربی سلسلہ نے لین دین کے بارے میں اسلامی تعلیم کے موضوعات پر ایمان افروز تقاریر فرمائیں

باقی پروگرام زیر صدارت پروفیسر محبوب الٰہی صاحب نائب زعیم صف دوم منعقد ہوا۔

گیارہ بجے صبح مکرم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب انصار اللہ کے استقبال کے لئے ایک وفد لودھراں پہنچا۔ جس میں امیر جماعت احمدیہ۔ ناظم انصار اللہ ضلع بہاولپور اور جناب چوہدری نذیر احمد صاحب سابق امیر شامل تھے۔ لودھراں سے ایک بجے جناب صدر محترم بہاولپور کے لئے روانہ ہوئے۔ دو بجے کے بعد آپ جمعہ کے لئے تشریف لے آئے اور نماز جمعہ پڑھائی۔ خطبہ جمعہ نہایت بصیرت افروز اور پُر مغز تھا۔ جس سے حاضرین مستفید ہوئے۔ حاضری تین چار صد تھی۔ چودہ مجالس انصار اللہ میں سے بارہ مجالس کے زعماء اور نمائندگان بھی شامل ہوئے۔ ان کے علاوہ باقی مجالس کے انصار، خدام، اطفال لجنہ اماء اللہ اور ناصرات نے بھی کثرت سے شرکت

کی۔ یہ سب حاضرین قابل شکریہ ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کو جزائے خیر دے۔ نماز جمعہ کے بعد مکرم صدر محترم جناب مرزا طاہر احمد صاحب نے جملہ مجالس کا جائزہ لیا۔ جن مجالس کی طرف سے باقاعدہ رپورٹیں مرکز میں نہیں آئیں۔ ان سے رپورٹیں باقاعدہ بھجوانے کا عہد لیا۔ حاضر زعماء نے وعدہ کیا کہ آئندہ وہ باقاعدہ اپنی رپورٹیں مرکز میں ارسال کرتے رہیں گے۔ اور تبلیغی و تربیتی مساعی کو تیز سے تیز تر کریں گے۔ اور سالانہ اجتماع میں سو فیصدی نمائندگی کا وعدہ پورا کریں گے۔

اس کے بعد صدر محترم نے نہایت ہی ایمان افروز تربیتی تقریر فرمائی جسے سنکر حاضرین کی روح میں تازگی اور بیداری پیدا ہوگئی۔ ۴½ بجے شام دعا کے بعد یہ اجلاس بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

۵½ بجے شام بہاولپور کے اعلیٰ حکام۔ پروفیسر صاحبان۔ ڈاکٹر صاحبان۔ وکلاء صاحبان اور دیگر معززین شہر کو چائے پر مدعو کیا گیا۔ مکرم صاحبزادہ صاحب نے نہایت اعلیٰ طریق سے ان کے سوالات کے جوابات دیئے۔ اور ان معززین کو کچھ کتابیں "تحفۃً" دیں۔ نماز مغرب کے وقت یہ اجلاس ختم ہوا۔ حاضرین بہت نیک اثر لے کر گئے۔

ضلع فیصل آباد کے ۳۳ تربیتی اجتماعات

دوران سال ضلع فیصل آباد میں خدا تعالےٰ کے فضل سے مجالس انصار اللہ کے ۳۳ تربیتی اجتماعات منعقد ہوئے جن میں ۱۰۸ مجالس کے ۲۵۰۳ افراد نے شرکت کی۔ ان کی مجموعی کارگزاری پیش کی جاتی ہے۔ ان اجتماعات کا آخر محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کی فیصل آباد آمد پر ہوا جب آپ ۲۳ فروری کو یہاں تشریف لائے۔ اس وقت ضلع کی ۵۰ مجالس کے ۷۰ زعماء و عہدیداران موجود تھے۔

سب سے پہلے آپ نے ان سے مجالس کے ضروری کوائف معلوم کئے اور موقعہ پر مناسب ہدایات سے ان کی راہ نمائی فرمائی۔ مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب نائب صدر اور ملک حبیب الرحمٰن صاحب قائد عمومی بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ بعدہٗ آپ نے خطبہ جمعہ اور اجلاس عام سے خطاب فرمایا جس میں ۵۵۶ افراد نے شرکت کی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اب وقت آگیا ہے کہ ہم زمانہ اور حالات کے تقاضوں کو سمجھیں اور غیر از جماعت افراد کی راہِ حق کی طرف راہ نمائی کریں۔ آج انسان صداقت کی تلاش میں سرگرداں ہے انہیں ہم نے راہ دکھانی ہے۔ اس کے لئے ہمیں ظاہری کوششوں کے ساتھ ساتھ اللہ تعالےٰ کی تائید و نصرت حاصل کرنے کے لئے ہر وقت دعاؤں میں لگے رہنا چاہیئے۔ تا خدا تعالےٰ ہمیں کامیابی سے ہمکنار کرے۔ آمین

مقامی عہدہ داروں کو ان کی ذمہ واری ما

دلاتے ہوئے آپ نے ہدایات دیں کہ جو کام آپ کے سپرد کیا گیا ہے اس میں پورے انہماک اور لگن سے مصروف ہونے کی ضرورت ہے۔ نیز گزشتہ سال کے کام سے موازنہ کرتے ہوئے اپنی رفتار کو متعین کریں۔ اور اپنی منزل کی طرف تیزی سے آگے بڑھیں۔

فیصل آباد شہر کے بعد مختلف اوقات میں بڑی بڑی مجالس ضلع میں ۴۲ تربیتی اجتماعات منعقد ہوئے۔ ان اجلاسات میں حسب ذیل علماء کرام نے خطاب فرمایا۔

۱۔ مکرم سید احمد علی شاہ صاحب قائد تربیت (۱۶ اجتماعات سے خطاب فرمایا)

۲۔ مکرم صوفی محمد اسحٰق صاحب قائد اصلاح و ارشاد نے ۱۳ اجتماعات سے خطاب فرمایا

۳ چوہدری شبیر احمد صاحب قائد تحریک جدید نے ۳ اجتماعات سے خطاب فرمایا۔

۴۔ مکرم مولوی محمد حسین صاحب صحابی مربی سلسلہ

۵۔ مکرم حافظ بشیر الدین صاحب عبید اللہ مبشر اسلام

۶۔ مکرم مولوی محمد دین صاحب مربی ضلع

۷۔ مکرم مولوی نظام الدین صاحب مہمان مربی مقامی

۸۔ مکرم مولوی محمد ادریس صاحب مربی مقامی

۹۔ مکرم مولوی محمد اشرف صاحب ممتاز مربی جڑانوالہ۔

اور وہ ۴۳ مقامات جہاں یہ اجتماعات منعقد ہوئے حسب ذیل ہیں

تحصیل فیصل آباد (۱۱ مقام) فیصل آباد شہر۔ حسن پور۔ شہباز پور۔ گنڈا سنگھ والا۔ (دو مرتبہ) رتن جسیانہ۔ سرشمیر روڈ۔ کرتار پور۔ گھوگھوال اور لیلاک

تحصیل جڑانوالہ (۱۳ مقام) جڑانوالہ شہر لاٹھیانوالہ۔ کھڑیانوالہ۔ گھسیٹ پور۔ مسعود آباد۔ ٹھٹھہ کالو۔ مریح۔ احمد آباد۔ گنگا پور۔ رینتوک گوہ چک ۵۶۳ گ ب، ۵۶۵ گ ب، نمبر ۴۰

تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ (۷ مقام) ٹوبہ ٹیک سنگھ شہر۔ گوجرہ۔ پیر محل۔ دھنی دیو ۵۹ ج ب ٹکڑہ ۲۹۷ ج ب

تحصیل سمندری (۲ مقام) سمندری شہر اکور ناتھو پور

دعا ہے کہ خدا تعالیٰ ان اجتماعات سے مفید نتائج برآمد کرے۔ اور اراکین انصار میں بیداری پیدا ہو۔ اور ہمارا ہر قدم ترقی کی طرف بڑھے۔

احمد الدین ناظم انصار اللہ ضلع فیصل آباد

رسالہ انصار اللہ توسیع اشاعت کے لئے آپ کے تعاون کا محتاج ہے۔

پروگرام سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ

منعقدہ ۲۶، ۲۷، ۲۸ اخاء/اکتوبر بابت سال ۱۳۵۸ہش / ۱۹۷۹ء

۲۶ اخاء/اکتوبر ۱۳۵۸ہش / ۱۹۷۹ء بروز جمعۃ المبارک

— اجلاس اول بعد دوپہر —

۳۰-۳ تا ۴۰-۳	تلاوت قرآن کریم	مکرم حافظ مسعود احمد صاحب
۴۰-۳ تا	دعا، عہد افتتاحی خطاب	سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں درخواست کی جائے گی
۴۵ منٹ	ورزشی و تفریحی مقابلہ جات	

- وقفہ برائے نماز مغرب و عشاء و طعام -

— اجلاس دوم —

۳۰-۷ تا ۴۰-۷	تلاوت قرآن کریم	مکرم حافظ بشیر الدین عبید اللہ صاحب
۴۰-۷ تا ۵۰-۷	نظم	" چوہدری شبیر احمد صاحب
۵۰-۷ تا ۰ — ۸	درس قرآن کریم	" مولانا عبد المالک خان صاحب
۰۰-۸ تا ۱۰-۸	درس حدیث	" مولوی محمد صادق صاحب
۱۰-۸ تا ۲۰-۸	درس ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام	" مولوی نور الحق صاحب تنویر
۲۰-۸ تا ۳۵-۸	سیرت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم	" ملک سیف الرحمٰن صاحب
۳۵-۸ تا ۵۰-۸	" "	" مسعود احمد صاحب دہلوی

— شب بخیر —

۲۷ اخاء/اکتوبر ۱۳۵۸ہش / ۱۹۷۹ء بروز ہفتہ

۳۰-۴ تا ۰ — ۵	تلاوت قرآن کریم	مکرم صوفی غلام محمد صاحب
۰۰-۵ تا ۳۵-۵	نماز فجر	" " " "

— اجلاس اول —

۵-۳۵ تا ۵-۵۰	درس قرآن کریم	مکرم مرزا عبدالحق صاحب
۵-۵۰ تا ۶-۵	درس حدیث	" مولوی محمد اسمٰعیل صاحب دیالگڑھی
۶-۵ تا ۶-۲۰	درس حضرت مسیح موعود علیہ السلام	" مولوی محمد اسمٰعیل صاحب منیر

وقفہ برائے اعلانات

۶-۲۵ تا ۷-۱۵	سیرت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم	
۱۵ منٹ	و۔ حضورؐ کے دعویٰ سے پہلے کی زندگی	مکرم مبارک احمد صاحب
"	ب۔ ایفائے عہد	" مولوی نذیر احمد صاحب مبشر
"	ج۔ بچوں سے شفقت	" مولوی جلال الدین صاحب قمر
۷-۱۵ تا ۸-۴۵	ناشتہ وغیرہ	

— اجلاس دوم —

۸-۴۵ تا ۸-۵۳	تلاوت قرآن کریم	مکرم قاری عاشق حسین صاحب
۸-۵۳ تا ۹-۰۰	نظم	" قریشی عبدالرحمٰن صاحب
۹-۰۰ تا ۹-۳۰	سیرت صحابہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم	
۱۵ منٹ	و۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ	مکرم صوفی محمد اسحٰق صاحب
	ب۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ	" مولوی فضل صاحب انوری
۹-۳۰ تا ۱۱-۰۰	دعار سالانہ رپورٹ کارگزاری	قائدین کرام مرکزیہ
۱۱-۰۰ تا ۱۲-۳۰	مجلس خورنے	زیر صدارت صدر صاحب مجلس انصار اللہ مرکزیہ
۱۲-۳۰ تا ۳-۰۰	طعام و نماز ظہر و عصر	

— اجلاس سوم —

۳-۰۰ تا ۳-۸	تلاوت قرآن کریم	مکرم قاری محمد عاشق صاحب
۳-۸ تا ۳-۱۵	نظم	" مولوی عبدالعزیز صاحب بھامڑی
۳-۱۵ تا ۳-۳۰	درس قرآن کریم	" صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب
۳-۳۰ تا ۴-۰۰	سیرت صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام	
۱۵ منٹ		مکرم ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحبؓ
		صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب

۱۵ منٹ	مکرم مولوی غلام رسول صاحب راجیکیؓ	مکرم مرزا عبدالحق صاحب
۴.۰۰ تا ۴.۲۰	علماء کا ایک بورڈ حاضرین جلسہ سے بعض سوالات کرے گا۔ تسلی بخش جواب نہ ملنے کی صورت میں بورڈ کے ارکان وضاحت کریں گے	— ارکان بورڈ — مکرم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب " مولانا عبدالمالک خان صاحب " مرزا انس احمد صاحب " سید احمد علی شاہ صاحب
۴.۲۰ تا ۵.۵	و۔ اجلاس ناظمین اعلیٰ / ناظمین اضلاع زعماء اعلیٰ و قائد مجلس عاملہ مرکزیہ	
	ب۔ ورزشی مقابلہ جات	
	ج۔ تقریری مقابلہ جات	انچارج قائد تعلیم ہوں گے۔
	— عنوانات —	منصفین
	۱۔ جماعت احمدیہ کے نزدیک خاتم النبیین کی تشریح	مکرم قاضی محمد نذیر صاحب
	۲۔ صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام	" پروفیسر حبیب اللہ خان صاحب
	۳۔ برکات خلافت	" مولانا محمد احمد صاحب جلیل
	۴۔ وفات مسیحؑ	" حکیم خورشید احمد صاحب
۵.۵ تا ۷.۳۰	وقفہ برائے نماز مغرب و عشاء	

— اجلاس چہارم —

۷.۳۰ تا ۷.۳۸ رات	تلاوت قرآن کریم	مکرم قاری عاشق حسین
۷.۳۸ تا ۷.۴۵	نظم	" حکیم نذیر احمد صاحب
۷.۴۵ تا ۸.۵	انصار اللہ کی ذمہ داریاں	" چوہدری شبیر احمد صاحب
۸.۵ تا ۸.۱۵	تربیت اولاد	" شیخ محمد حنیف صاحب کوئٹہ

۲۸ اخاء / اکتوبر ۱۳۵۸ ہش / ۱۹۷۹ء بروز اتوار

۴.۳۰ تا ۵.۰۰ صبح	نماز تہجد
۵.۰۰ تا ۵.۳۵	نماز فجر

— اجلاس اوّل —

۵-۳۵ تا ۵-۵۰	درس قرآن کریم	مکرم ملک سیف الرحمٰن صاحب
۵-۵۰ تا ۶-۵	درس حدیث	" حکیم خورشید احمد صاحب
۶-۵ تا ۶-۲۰	درس ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام	" مرزا انس احمد صاحب
۶-۲۰ تا ۶-۳۵	ہو رہا ہے نیا طیور پر فرشتوں کا اتار	" چوہدری انور حسین صاحب شیخوپورہ
۶-۳۵ تا ۶-۵۰	آداب مجلس و آداب گفتگو	" سید احمد علی شاہ صاحب
۶-۵۰ تا ۷-۵	معاملات میں صفائی لین دین کے بارہ میں اسلامی تعلیم	" شیخ مجیب الرحمٰن صاحب ایڈووکیٹ راولپنڈی
۷-۵ تا ۷-۳۵	ذکر حبیبؑ	زیر انتظام مکرم پروفیسر حبیب اللہ خان صاحب
	(۱) مکرم بابو قاسم دین صاحب (صحابی)	(۲) مکرم مولوی محمد حسین صاحب (صحابی)
	(۳) مکرم حکیم دین محمد صاحب (صحابی)	(۴) مولوی محمد دین صاحب (ٹیپ کروانا)
۷-۵ تا ۸-۴۵	ناشتہ وغیرہ	

— اجلاس دوم —

۸-۴۵ تا ۸-۵۰	تلاوت قرآن کریم	مکرم قاری عاشق حسین صاحب
۸-۵۲ تا ۹-۰	نظم	
۹-۰ تا ۹-۵۵	سوال و جواب (دینیات کے متعلق کوئی سوال نہ کیا جائے)	— مجیب —
	(۱) مکرم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب	(۲) مکرم ملک سیف الرحمٰن صاحب
	(۳) مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد	(۴) مکرم مرزا انس احمد صاحب
۹-۵۵ تا ۱۰-۱۰	نظم	مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب
۱۰-۱۰ تا	خطاب صدر مجلس	مکرم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب
۱۱-۲۰ تا ۱۱-۳۰	نظم	مکرم ثاقب صاحب زیروی
۱۱-۳۰ تا	تقسیم انعامات و اسناد خوشنودی و خطاب، عہد و دعا	سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں درخواست کی جائے گی۔

— تمت بالخیر —

نوٹ: یہ اجتماع پرائیویٹ احاطہ میں منعقد ہو رہا ہے۔
" : صدر مجلس کی منظوری سے پروگرام میں تبدیلی کی جاسکتی ہے۔

خاکسار: ملک حبیب الرحمٰن
قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ

قرآن کریم کے مقابل پر تمام ہدایتیں ہیچ ہیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :—

''تم ہوشیار رہو اور خدا کی تعلیم اور قرآن کی ہدایت کے برخلاف ایک قدم بھی نہ اٹھاؤ - میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو (۷۰۰) حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظل تھے - سو تم قرآن کو تدبر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو - ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ الخیر کلہ فی القرآن کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں - یہی بات سچ ہے - افسوس ان لوگوں پر جو کسی اور چیز کو اس پر مقدم رکھتے ہیں - تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے - کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی - تمہارے ایمان کا مصدق یا مکذب قیامت کے دن قرآن ہے اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں جو بلا واسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے - خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی - میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ کتاب جو تم پر پڑھی گئی اگر عیسائیوں پر پڑھی جاتی تو وہ ہلاک نہ ہوتے اور یہ نعمت اور ہدایت جو تمہیں دی گئی اگر بجائے توریت کے یہودیوں کو دی جاتی تو بعض فرقے ان کے قیامت سے منکر نہ ہوتے - پس اس نعمت کی قدر کرو جو تمہیں دی گئی - یہ نہایت پیاری نعمت ہے - یہ بڑی دولت ہے - اگر قرآن نہ آتا تو تمام دنیا ایک گندے مضغہ کی طرح تھی - قرآن وہ کتاب ہے جس کے مقابل پر تمام ہدائتیں ہیچ ہیں - ''

(کشتی نوح صفحہ ۲۴)

ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا -